5/2/21.

سلیمان

س① اسلام ایک مکمل ضابطہ ......؟

ج-۱ **تعارف:**

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے انسان کو انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کیلئے ایک متوازن اور مکمل ضابطہ حیات دیا ہے۔ جو کہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس نظام کا متوازن اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہونا ہی اسکے مکمل ضابطہ حیات کی دلیل ہی ہے۔ جبکہ دیگر مذاہب انسانی فطرت کے تمام انفرادی اور اجتماعی مسائل پر اطمینان بخش حل فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔ دیگر مذاہب بشمول ماضی کے الہامی مذاہب کے کسی مخصوص پہلو کی طرف نشاندہی کرتے تھے جسکی وجہ سے باقی پہلو نظر انداز ہو جاتے تھے۔ اور اسلام کو قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت کا ضامن بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اسکو قیامت تک کے انسانوں کیلئے متوازن اور مکمل ضابطہ فراہم کرنا ضروری ہے۔ اسلام کی یہی نمایاں خصوصیات ہیں اسکو دیگر مذاہب سے منفرد کرتی ہیں۔

۲- **اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات:**

اسلام ایک جامع اور آسان دین ہے جو کہ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے چاہے وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی، سیاسی ہوں یا سماجی، اقتصادی ہوں یا معاشی غرض ایک دین جو ہر شعبہ زندگی کے متعلق رہنما اصول فراہم کرتا ہو وہ ایک

مکمل ضابطہ ہونے کے معیار پر پورا اترتا ہے۔

(ii) توحید کا حامل دین:

اسلام اپنے پیروکاروں کو توحید پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے جو کہ اس دین کا مرکز بھی ہے۔ اس سے انسانی کردار کی تعمیر اور ترقی کا آغاز ہوتا ہے۔ توحید ہی کی بنیاد پر اسلام کی باقی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ بقول اقبال:

"اور یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات"

(iii) حقیقی روحانیت پر مشتمل دین:

پس یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ جس میں جسم کی ضروریات مادی اشیاء سے پوری ہو جاتی ہیں لیکن روح کی ضروریات کا سامان اسلام نے مہیا کیا ہے۔ جو کہ اسکے رہنما اصولوں پر عمل کرنے سے ممکن ہے۔

(iiii) مساوات کا حامل دین:

اسلام چونکہ بنی آدم سے لے کر حضورؐ (خاتم النبیین) تمام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا پیکر سمجھتا ہے اور انکی تعلیمات کو تسلیم کرتا ہے۔ لہذا یہ تمام الہامی مذاہب اور انسانیت سے یکساں سلوک کا قائل ہے۔

(۷) سماجی انصاف کا حامل دین:

اسلام نے اصولوں
میں ایک یہ بھی ہے کہ یہ ایک حقیقی سماجی امن انصاف
اور حقیقی جمہوریت کے قیام کیلئے حکومت کا ایک ممتاز
نظام فراہم کرتا ہے۔ جس کے سائے میں آزادیاں پروان چڑھیں
اور عوام کو ہر ظلم و ستم سے نجات ملے اسی نظام حکومت
کے رہنما خطوط کو جو قومیں آج بھی اختیار کیے ہوئے
ہیں اطمینان سے زندگی گزار رہی ہیں۔

۳- اسلام اور دیگر مذاہب:

اسلامی تعلیمات
دیگر مذاہب کے مقابلے میں زیادہ وسیع اور جامع
ہیں جو اسکو دیگر مذاہب سے منفرد بنادیتی ہیں۔

(۱) خالص عقیدہ توحید کا پیکر:

اسلامی تعلیمات
کا مرکز اور اسکی بنیاد عقیدہ توحید سے شروع ہوتی ہے
اور اسی بنیاد پر اسکی باقی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔
اسلام میں عقیدہ توحید ~~اسلامی~~ انسانی زندگی کا رخ
متعین کرتا ہے۔ جو کہ دیگر مذاہب میں نہیں پایا جاتا۔

(۲) عالمگیر دین:

اسلامی تعلیمات چونکہ جامع
ہیں اس لیے تمام انسانیت کیلئے یکساں مفید اور قابل
عمل ہیں۔ یہ کسی خاص نسل ، ملک یا زمانے
کیلئے نہیں ہیں۔

(iii) قومیت سے بالاتر دین:

دیگر مذاہب جو کہ نسل پرست اور قومیت پرست بن گئے کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تبدیلی آتی رہی جبکہ اسلام تمام نوع انسانی کو مخاطب کرتا ہے اور اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی دعوت بھی دیتا ہے جس میں کوئی تفریق نہیں۔ بقول اقبال

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اسلام انسانوں کو قومیت میں تقسیم نہیں بلکہ اسلامی پرچم کے سائے تلے جوڑنے کی بات کرتا ہے۔

۲- خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا تمام پہلوؤں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نہ صرف ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ بلکہ اس کی تعلیمات اتنی آسان اور جامع ہیں جو کہ زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہیں۔ اسلام کی روح کی عکاسی کرتی ہے یاد رہے اسلام مذہب نہیں بلکہ ایک دین ہے جو کہ مذاہب سے بالاتر ہوتا ہے۔

س۳ نماز کا فلسفہ

ج۔۱ تعارف:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جنکو تمام انبیاء کی شریعت میں مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس لیے کہ اسی سے تزکیہ نفس اور خالق کی پہچان ہو سکتی ہے۔ یہ تمام انسانوں کی فطرت میں دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی نہ کسی کی عبادت ضرور کرتے ہیں کوئی سورج تو کوئی شجر دیگر کسی نہ کسی کی عبادت کرنا لازمی پسند کرتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اس فطری خواہش کو احسن طریقے سے پورا کرنے کا انتظام فرمایا۔

۲۔ نماز کا فلسفہ:

ارکان اسلام کا ضروری رکن نماز جسکا فلسفہ بہت وسیع ہے یہ انسانی زندگی پر بے شمار طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے۔

(۱) اجتماعیت:

نماز کی پابندی سے اجتماعیت کا تصور واضح ہوتا ہے۔ جب لوگ پانچ وقت ایک جگہ جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں تو ان میں اجتماعیت کے جذبات فروغ پاتے ہیں اور ایک دوسرے کا احساس پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہم ایک دوسرے کا خیال خود سے بڑھ کر رکھتے ہیں۔

(ii) روحانی و جسمانی مشق:

نماز انسان کی روحانی اور جسمانی دونوں اعتبار سے اصلاح کرتی ہے۔ جس سے اسکی روحانی اور جسمانی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اور انسان ایک صحت مند اور متوازن زندگی گزارتا ہے

۳- نماز کی اقسام:

نماز کی چار اقسام ہیں۔

(i) فرض
(ii) واجب
(iii) سنت
(iv) نفل

(i) فرض:

اسلام میں فرض نماز کی بے حد تاکید کی گئی ہے اور اسکو وجہ امتیاز مسلمان اور کافر میں بھی قرار دیا گیا جس میں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ہیں۔

(ii) واجب:

نماز کی یہ قسم بھی لازم ہے جسکو چھوڑنا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں نماز وتر، عیدین کی نماز اور نمازِ طواف کعبہ شامل ہے۔

(iii) سنت:

یہ وہ نماز ہے جو حضورؐ نے پڑھی لیکن امت کیلئے لازمی قرار نہیں دی گئی لیکن بلندی درجات کیلئے مددگار ہے کیونکہ اگر فرض نماز میں کمی ہو تو سنت سے اسکو پورا کیا جائے گا۔ اس نماز میں فجر کی دو رکعات ظہر کی چار رکعات مغرب کی دو رکعات اور عشاء کی دو رکعات شامل ہیں

(iv) نفل:

یہ نماز پڑھنے سے درجات کی بلندی اور باعث ثواب اور قرب الٰہی ہے لیکن اسکو چھوڑنے والے پر کوئی وعید نہیں ہے۔ اس میں تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت اور نماز اوابین شامل ہیں۔

۴۔ نماز کے روحانی اثرات:

نماز ایک روحانی اور بدنی عبادت بھی ہے جس کے اثرات انسان کی روحانی زندگی پر بھی ہوتے ہیں۔

(i) یاد الٰہی کا ذریعہ:

نماز سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کی شمع دل میں روشن رہتی ہے۔ جو انسان کو مایوسی سے بچاتی ہے

(ii) بہترین واعظ:

پانچ وقت کی نماز کی پابندی سے انسان روحانی طور سے آگاہ رہتا ہے کہ اسکو اپنے خالق کے حضور پیش ہونا ہے اس طرح وہ بے شمار گناہوں سے محفوظ رہتا ہے

"نماز کا اہتمام کرو اس لیے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"

(القرآن)

۵- نماز کے اخلاقی زندگی پر اثرات:

نماز نہ صرف انسان کی روحانی بلکہ انسان کی اخلاقی زندگی کو بھی متاثر کرتی ہے۔

(i) گناہوں سے حفاظت:

گناہ انسان کے اخلاق کو مزید تباہ کر دیتے ہیں اور نماز کی پابندی سے انسان بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس کے اخلاق مزید نکھر جاتے ہیں۔

(ii) دعوت حق کی پہچان:

نمازی چونکہ دعوت حق کا اقرار کر چکا ہوتا ہے اب ہر روز پانچ وقت نماز کی پابندی سے وہ اپنے دین اور ایمان کی تجدید کرتا ہے۔ جس سے اس کے اخلاق مزید بہتر ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ان اخلاق کی سیڑھی پر چڑھ کر حضور ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو رہا ہوتا ہے۔

۶- نماز کے معاشرتی اثرات:

نماز کے روحانی اور اخلاقی زندگی پر اثرات کے علاوہ ایک معاشرتی زندگی پر بھی گہرے اثرات ہیں

(ii) اتحاد اور اتفاق کا ذریعہ:

جہاں نماز انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے وہاں نماز کی پابندی سے اتحاد اور اتفاق کی فضا بھی فروغ پاتی ہے۔ کیونکہ تمام مسلمان ایک جگہ نماز ادا کرتے ہیں۔

(iii) دکھ درد بانٹنے اور حسن ظرف کا ذریعہ:

نمازی مشق کرنے سے مسلمانوں میں آپس دکھ درد بانٹنے اور ایک دوسرے کا کام آنے کے جذبات فروغ پاتے ہیں آج کل افراط و تفریط کی بدولت مسلمان نماز کی پابندی کرنے میں سستی کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے بے خبر ہو چکے ہیں۔

7- خلاصہ بحث:

نماز ایک روحانی اور بدنی عبادت ہے جس کے بے شمار فوائد ہیں جو کہ انسانی زندگی کے دیگر پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ آج کل سرمایہ دارانہ نظام کے تحت جہاں لوگ نماز کو ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں کہ کہیں انکی آمدن میں فرق نہ آجائے اسی لیے معاشرے اور ذاتی زندگی میں پریشان ہیں۔

س۳ وضاحت کریں۔۔۔۔۔

ج۱۔ تعارف:

سفارتی سرگرمیاں مختلف قوموں اور ملکوں کے درمیان باہمی تعلقات قائم کرنے کیلئے قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہیں۔ جنگی معاملات اور تجارتی امور پر پیش رفت کیلئے اس ادارے کے ذریعے رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ سیاسی طور پر اسکو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اور یہ روایت قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ جب سفارتی رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو تو ایسے افراد کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا کہ جو مسئلے کے ہر پہلو کو خوب سمجھتے ہوں ذہین اور سمجھدار ہوں اپنی بات کو مؤثر انداز میں پیش کر سکے اور اپنی بات کو منوا بھی سکیں۔ اور جہاں تک نبی اکرمؐ کی سفارت کاری کا تعلق ہے۔ تو آپؐ کی سفارت کے مقاصد میں دعوت توحید امن عالم کا قیام اور معاہدات کا احترام شامل تھا۔ ضرورت آج اس امر کی ہے کہ آپؐ کی سفارت کاری سے نمونہ عمل لیتے ہوئے دنیا میں امن کے قیام کی کوشش کریں۔

۲۔ عہد رسالت کی سفارت کاری:

حضورؐ کا عرب اور ارد گرد دیگر اقوام کے حکمرانوں کیلئے کے ساتھ خط و کتابت در اصل سفارت کاری کی مثالیں ہیں

(i) ریاست مدینہ میں پہلے سفیر کی تقرری:

ریاست مدینہ

میں کسی بھی سفیر کی تقرری عسکری مہموں کے دوران ہوئی۔ جس میں پہلی بار حضرت محمد بن مسلمہ اوسیؓ کو یہودیوں کے پاس ریاست مدینہ کا سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ تاکہ وہ ان کو آپؐ کے آخری فیصلے سے آگاہ کر دیں جو آپؐ نے یہودیوں کے بارے میں کیا ہے۔

(ii) غزوہ احزاب کے وقت سفارت:

جب ریاست مدینہ مختلف لشکروں کے محاصرہ میں گھر چکی تھی تو آپؐ نے جن مسلم سفیروں کو جن میں سعد بن معاذ اوسیؓ بھی شامل تھے بھیجا تاکہ وہ بنو قریظہ کو انکے معاہدات یاد دلائیں جو انہوں نے اسلامی ریاست کے ساتھ کیے تھے۔

(iii) صلح حدیبیہ کے وقت سفارت:

صلح حدیبیہ کے لیے بھی تین مسلمانوں کو جن میں حضرت عثمانؓ بھی شامل تھے سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ مکہ حاکم حضورؐ کے پیغام سے آگاہ کریں۔

صلح حدیبیہ کے بعد آپؐ نے متعدد سفیروں کو دیگر عرب کے مختلف حصوں کے حکمرانوں کے پاس بھی بھیجا تاکہ ان سے روابط قائم کیے جا سکیں۔

(iv) دیگر اقوام سے خط و کتابت:

دیگر اقوام کے حکمرانوں سے خط و کتابت اور سفارتی مشن بھیجنے کا سیاسی مقصد یہ مقصد تھا کہ پڑوسی ممالک کے بادشاہان کو اسلامی دعوت کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کے ساتھ مفاہمت اور صلح کیلئے آمادہ کیا جائے۔ تاکہ ایک طرف

تو اسلام کی تبلیغ کا دروازہ کھلا اور دوسری طرف لڑائی کے امکانات کو کم کر کے امن عامہ کا فروغ ہو سکے اور اس عمل نے کافی مؤثر نتائج بھی فراہم کیے جو کہ اسلامی ریاست کی وسعت کا باعث بنے۔

٣- رسالت مآب کی سفارت کاری کے مقاصد:

آپ کی رسالت کے بنیادی مقاصد اسلام کی دعوت اور دنیا میں امن امان کا قیام تھا۔

(i) دعوت توحید و رسالت:

آپ کی سفارتی پالیسی کا بنیادی اور اولین مقصد وہی تھا جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا انتخاب فرمایا تھا یعنی توحید و رسالت کی دعوت تاکہ انسان نہ صرف اس دنیا بلکہ آخرت میں بھی کامیاب ہو سکے۔

"اے حبیب! کہہ دیجئے اللہ ایک ہے"

(سورۃ اخلاص)

سورۃ اخلاص توحید کی دعوت کیلئے ایک مکمل ثبوت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام شک و شبہات کو دفع کر دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں واضح ہے۔

"ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر"

(القرآن)

(۵) دفاع ریاست:

مسلمانوں کی ریاست کی وسعت کے پیش نظر کچھ شرپسند عناصر کی بری نظر لگی رہتی تھی۔ جو اس ریاست کو اپنے زیر کرنے کیلئے موقع کی تلاش میں رہتے تھے اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ دیگر پڑوسی ممالک کے ساتھ معاہدات کر کے دفاع کو مزید مستحکم بنایا جائے۔

(۶) امن عالم کا قیام:

آپ ﷺ نے سفارت کاری کو مختلف اقوام کے مابین امن کے قیام اور فروغ کیلئے سر انجام دیا۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام انسانوں کا دکھ درد رکھتے تھے اور ہر ممکن حد تک کوشش کرتے کہ امن قائم رہے۔

(۷) دین اسلام کی سربلندی:

آپ ﷺ نے نہ صرف اسلام کو لوگوں کے سامنے متعارف کروایا بلکہ ہر ممکن کوشش بھی کی تاکہ دین کی سر بلند ممکن ہو۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی اسی قسم کی مثالیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دین اسلام کی حفاظت اور سربلندی چاہتے تھے اور یہی کام آپ ﷺ نے سفارت کاری کے ذریعے بھی انجام دیا۔

۴- حاصل بحث:

اسلامی ریاست کے قیام سے لے کر اس کے پھیلاؤ تک آپ ﷺ نے مختلف طریقوں سے اس کی حفاظت اور سربلندی کیلئے اقدام اٹھائے اور سفارت کاری ان میں سے ایک ہے۔

6

س۳: اسلام اقلیتوں کو ...... ۔

ج: ۱- تعارف:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے زیادہ حقوق فراہم کرتا ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر ضروری ہے کہ اسلام اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے کوئی اصول واضح کرے جو کہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے اور خلفائے راشدین کی عملی مثال سے بھی واضح ہیں۔ آپؐ نے اپنے آخری خطبے (خطبہ حجۃ الوداع) میں بھی مخصوص طور سے اقلیتوں اور ماتحتوں کا ذکر فرمایا اور اس بارے میں سخت وعید بھی فرمائی جو کہ قرآن کی ایک آیت سے بھی واضح ہے۔

"لا اکراہ فی الدین"

ترجمہ:

"دین کے معاملے میں جبر روا نہیں"

(البقرۃ)

۲- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق:

اسلام نے اقلیتوں اور غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے جو اصول واضح کیے ہیں وہ آج کی جدید دنیا کیلئے مثال ہیں۔ ان کو زندگی سے لے کر معاشی ترقی تک کے حقوق مہیا کیے گئے ہیں۔

(i) زندگی کے تحفظ کا حق:

جس طرح ایک مسلمان کی زندگی قیمتی ہے اسی طرح ایک غیر مسلم اقلیت کی زندگی بھی قیمتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں جب ایک مسلم نے ایک غیر مسلم کو قتل کر دیا تو آپ نے قصاص کے طور پر اس مسلمان کے قتل کیے جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا:

"غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت

میرا سب سے اہم فرض ہے"

(ii) نجی زندگی کے تحفظ کا حق:

اسلام میں ہر شخص کی نجی زندگی کی اہمیت ہے۔ کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت کے بنا گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ حق ایک مسلمان اور غیر مسلم اقلیت دونوں کیلئے برابر ہے۔

(iii) مذہبی آزادی کا حق:

اسلام مذہبی آزادی کا قائل ہے اور مذہب میں زبردستی سے منع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم اقلیتوں کے عدالتی فیصلے بھی انکی کتاب کے مطابق کرنے کی تاکید کرتا ہے جو کہ خلفاء راشدین کے دور میں قابل غور مثال ہے

(iv) معاشی آزادی کا حق:

غیر مسلموں اور اقلیتوں کے حصول رزق میں کوئی پابندی اور

ہوا ہو کاروبار نہیں دی جاتی۔ انکو ہر کاروبار کرنے کی اجازت ہے جو مسلمان کر سکتے ہوں سوائے اس کے جو ریاست کیلئے اجتماعی طور پر نقصان کا سبب ہو۔ جیسے منشیات، جسم فروشی اور سودی کاروبار وغیرہ۔

(۷) معاشرتی آزادی:

اسلامی ریاست میں اقلیتیں عائلی قوانین مثلاً نکاح، طلاق میں اپنے عقیدے کے مطابق عمل کریں۔

(۷) عسکری خدمات سے استثنا کا حق:

اسلامی ریاست میں جہاد فرض ہونے کے بعد ہر شخص پر فرض ہے کہ اس میں حصہ لے لیکن غیر مسلم اقلیتوں کیلئے آزادی ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کریں۔ ملک کی حفاظت تنہا مسلمانوں کے فرائض میں شامل ہے۔

۳- اسلام میں اقلیتوں کے فرائض:

اسلام جہاں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے وہاں ان سے کچھ مطالبہ بھی کرتا ہے۔ اسلامی نظام میں حقوق و فرائض کا توازن ہی اس کو خوبصورت بناتا ہے

(i) اسلامی ریاست سے وفاداری:

ریاست سے وفاداری

جو کہ ہر شہری کا فرض ہے ویسے ہی فرض غیر مسلم اقلیتوں پر بھی نافذ ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح ریاست احسن طریقے سے چل سکے گی کہ جب اس کے تمام شہری اس سے وفادار ہوں۔

(۳) اجتماعی قوانین کی پاسداری:

اسلام جہاں اقلیتوں کو نجی زندگی اور اپنے داخلی قوانین میں آزادی فراہم کرتا ہے وہاں ان سے مطالبہ بھی کرتا ہے کہ وہ اجتماعی قوانین جس سے ریاست کا نظم ونسق برقرار رہے اس کی پابندی بھی کریں یہ پابندی ان کے فرائض میں شامل ہے۔ مثلاً وہ منشیات فروشی، جسم فروشی اور سودی کاروبار سے پرہیز کریں گے جس سے مسلم ریاست کو اجتماعی طور پر نقصان ہو۔

۴۔ اسلام کا اقلیتوں کو دیگر مذاہب سے زیادہ حقوق دینا:

اسلام اقلیتوں کو مسلمانوں کے برابر انسانی حقوق دینے پر ہی زور دیتا ہے بلکہ چند معاملات میں رعایت بھی دیتا ہے جو کہ دیگر مذاہب میں موجود نہیں۔

(۵) جزیے میں سختی نہ کرنا:

اسلام غیر مسلموں سے جزیے میں سختی کے خلاف ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی واضح ہے۔

Poor content

۵۔ خلاصہ بحث :

اسلام نے اقلیتوں کی کمزوری کے پیش نظر انکے حقوق کی حفاظت کی ذمہ داری حاکم وقت پر ڈال دی ہے اور انکو بہترین حقوق عطا کیے ہیں جس سے وہ اسلامی ریاست میں دیگر مذاہب کے مقابلے میں امن و سکون سے زندگی بسر کر سکتے ہیں

x←――――――――→x